کاغذی کشتیاں

কাগজের নৌকা

Paper Boats

The Pakistani Bengali Story

UCL
LUMS
A Not-for-Profit University
IVS
UKRI
Arts and Humanities Research Council

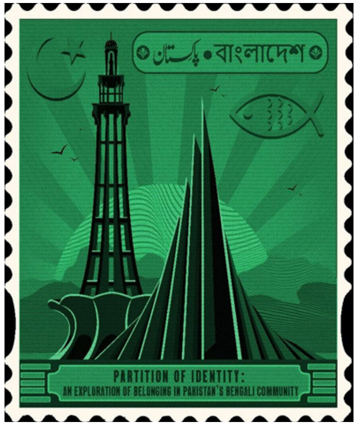

نمائش کے لیے فہرست: **کاغذی کشتیاں**، ایک پاکستانی بنگالی کہانی

کیوریٹرز
ڈاکٹر ہمیرا اقبال
ایکسل لکاس
عدن شیخ
ڈاکٹر انوشے ملک

یہ نمائش شناخت کی تقسیم نامی تحقیق پر مبنی ہے، جس میں ۱۹۷۱ سے آج
تک بنگالی کمیونٹی کے پاکستان سے تعلق کا جائزہ لیا گیا ہے

:تحقیق کی سربراہان
ڈاکٹر ہمیرا اقبال (ایسوسی ایٹ پروفیسر سماجی نفسیات، یونیورسٹی کالج
لندن، یو سی
ایل، یوکے)
ڈاکٹر انوشے ملک (اسسٹنٹ پروفیسر تاریخ، لاہور یونیورسٹی آف مینجمنٹ
سائینسز، پاکستان)

ڈاکٹر ماریہ راشد (ماہر سیاسیات، یو سی ایل)۔

Cover Designed By: Adan Shaikh
Catalogue Designed By: Samar Nadir

شناخت کی تقسیم: 1971 سے آج تک پاکستان سے بنگالی کمیونٹی کے تعلق کا جائزہ

ڈاکٹر ہمیرا اقبال، ڈاکٹر انوشے ملک اور ڈاکٹر ماریہ راشد

اس نمائش کا مرکز پاکستانی بنگالی کون ہیں؟ یہ پاکستان میں موجود لوگوں کا ایک گروہ ہے جس کی تعداد تیس لاکھ سے زائد ہے۔ ان میں سے اکثر لوگ ماہی گیری اور کپڑے کی صنعت میں کام کرتے ہیں، لیکن ان میں کئی وکیل، ڈاکٹر اور کاروباری افراد بھی شامل ہیں۔ اس کمیونٹی کی تاریخ کراچی سے جڑی ہوئی ہے، جہاں ان کی اکثریت آباد ہے، اور یہ تاریخ پاکستان کی کہانی کا ایک حصہ ہے۔ یہ نمائش مچھر کالونی پر مرکوز ہے، لیکن ارد گرد کے جن علاقوں میں پاکستانی بنگالی کمیونٹی رہتی ہے وہاں بھی اس منصوبے کے لیے انٹرویو کیے گئے ہیں، جیسا کہ موسی کالونی، اورنگی کالونی، سو کواٹر، تیسر ٹاون اور ضیاالحق کالونی۔

1947 میں دو مختلف خطوں پر مشتمل پاکستان وجود میں آیا، مغربی پاکستان (آج کا پاکستان) اور مشرقی پاکستان (جو 1971 میں بنگلہ دیش بن گیا)۔ مشرقی پاکستان کے بہت سے بنگالی بولنے والے تب کے مغربی پاکستان میں سرکاری ملازمت، کاروبار اور سندھ میں زراعت سے منسلک تھے۔ 1971 کے بعد ان میں سے کچھ لوگوں کے خاندان ان کے پاس آ گئے، کچھ لوگ عارضی طور پر بنگلہ دیش گئے اور پھر اپنے پرانے گھر واپس آ گئے اور کچھ معاشی وجوہات کی وجہ سے مشرقی پاکستان سے مغربی پاکستان آئے۔ لیکن ریاست پاکستان نے شہریت سے متعلق ایسے اقدامات اٹھائے، جن کے تحت ایسے تمام افراد جن کا تعلق مشرقی پاکستان/بنگلہ دیش سے تھا، انکو غیر ملکی قرار دیا جا سکتا ہے، اس طرح ان کی تاریخ کو مٹا دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ سے بہت سے پاکستانی بنگالی، یہاں تک کہ جو کراچی میں پیدا ہوئے ہیں وہ بھی شہریت سے متعلق مسائل اور بے یقینی کا شکار ہیں۔

ابھی تک اس اقلیت کی ہجرت اور آباد ہونے کا کوئی ریکارڈ نہیں ہے۔ ”شناخت کی تقسیم“ نامی یہ پروجیکٹ اس گروہ کی کہانی پر مشتمل ہے اور اس کمیونٹی کی آوازوں کو سامنے لاتا ہے۔
یہ منصوبہ کثیر الشعبہ زاویوں کا استعمال کرتے ہوئے، سماجی نفسیات , تاریخ اور آرٹ پر مشتمل طریقوں کو عمل میں لا کر ان کہانیوں کو سامنے لایا ہے جن پر پہلے خاص توجہ نہیں دی گئی تھی۔ اس پروجیکٹ میں پاکستانی بنگالی کمیونٹی سے متعلق چھپے ہوئے مواد اور دستاویزی ڈاکمینٹری ذرائع کا جائزہ لیا گیا ہے اور پاکستانی بنگالی آبادی کے مختلف گروہوں سے 85 زبانی تاریخ کے انٹرویوز کا ایک نیا ذخیرہ تخلیق کیا گیا ہے۔

اگرچہ یہ کہانی بذات خود انتہائی اہم ہے، لیکن اس لیے بھی کہ یہ ایک ایسے گروہ کی طرف توجہ مبذول کراتی ہے جس کی، پہچان کے لیے جدوجہد، پاکستان میں اقلیتوں کی دیگر جدوجہدوں کے ساتھ مطابقت رکھتی ہے۔
یہ پروجیکٹ واضح کرتا ہے کہ کس طرح پاکستان میں مذہب کے ساتھ ساتھ طبقہ اور علاقہ کی بنیاد پر بھی تعصب روا رکھا جاتا ہے۔ اور سماجی انصاف کے لیے اٹھنے والی کسی بھی تحریک میں ان عوامل کو بھی شامل کرنے کی ضرورت ہے۔

اس تحقیق کی سربراہی ڈاکٹر ہمیرا اقبال (ایسوسی ایٹ پروفیسر سماجی نفسیات، یو سی ایل)، ڈاکٹر انوشے ملک (اسسٹنٹ پروفیسر تاریخ، لمز) اور ڈاکٹر ماریہ راشد (ماہر سیاسیات، یو سی ایل) نے کی ہے۔

کاغذی کشتیاں : پاکستانی بنگالی کہانی

کاغذی کشتیاں" پاکستانی بنگالی کمیونٹی کے تجربات" کی ایک جھلک ہے۔ کراچی شہر میں اس کمیونٹی کی جڑیں بہت پرانی ہیں، اور یہ کراچی کے مختلف علاقوں میں رہائش پذیر ہیں۔ "کاغذی کشتیاں" سمندر کے ساتھ کمیونٹی کے تعلق کی طرف ایک اشارہ ہے۔ جس کی وجہ ان میں سے اکثر کا بطور ماہی گیر کام کرنا ہے۔ لیکن یہ ایک غیر مستحکم اور پاکستان میں ان کی کاغذ جیسی نازک قانونی حثیت کی طرف بھی اشارہ ہے۔ کیونکہ ان کو شہریت اور دستاویزات سے متعلق کئی مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اس منصوبے میں شامل فنکاروں نے کمیونٹی کے دوروں کے ساتھ ساتھ، اس حوالے سے ہونے والی تحقیق،" شناخت کی تقسیم" سے مدد حاصل کی ہے، جو پاکستان کی بنگالی کمیونٹی کے 1971 سے آج تک کے تعلق کی دریافت پر مشتمل ہے۔ یہ تین سالہ منصوبہ یونیورسٹی کالج لندن، یوکے اور لاہور یونیورسٹی آف مینجمنٹ سائینسز پاکستان کے اشتراک پر مشتمل ہے۔ یہ پاکستانی بنگالی کمیونٹی کی روزمرہ زندگی، کہانیوں اور تاریخ کو گہرائی سے جاننے کے بارے میں اس قسم کی پہلی تحقیق ہے ہر فنکار نے تخلیقی، قابل رسائی اور بھرپور طریقے سے اس تعلیمی اسکالرشپ کا تصور کیا ہے ۔

اس پروجیکٹ کے بارے میں مزید جاننے کے لیے نیچے دیے لنک کو دبائیں یا سکین کریں
https://poistudy.com/

کیوریٹوریل ٹیم

ڈاکٹر ہمیرا اقبال (ایسوسی ایٹ پروفیسر سماجی نفسیات، یو سی ایل)، ایکسل لکاس (بصری آرٹسٹ)، عدن شیخ (بصری آرٹسٹ) اور ڈاکٹر انوشے (ملک (جنوبی ایشیا کی تاریخ کی اسسٹنٹ پروفیسر، لمز

فنکار

عبدالرحمن

عبدااللہ خان

عدن شیخ

اریبہ اسلم

ایکسل لکاس

کریمینا دیمیتroووا

نبیہ ریحان

سیدہ یمنا فاطمہ

آرٹ ورکشاپس کروانے میں کردار کے لیے عرفان حسن اور نمائش میں تعاون کے لیے ڈاکٹر ماریہ راشد کا خصوصی شکریہ

تیرہش روا تخانش

پاکستانی بنگالی کمیونٹی کا ایک اہم مسلئہ پاکستان میں شناخت اور شہریت کے مسائل ہیں۔ یہ مسائل ایک خاندان کو تعلیم، ذریعہ معاش اور سہولیات سے محروم رکھ کر اس کی کئی نسلوں اور انکی آگے بڑھنے کی صلاحیت کو متاثر کرتے ہیں۔ اس منصوبے میں ہر فنکار نے کمیونٹی اور شہریت سے جڑے جذباتی، علاقائی اور سیاسی پہلوؤں کو اپنے کام میں سمونے کی کوشش کی ہے۔

آرٹسٹ کا نوٹ:

آبادی کے جال پاکستان کی بنگالی کمیونٹی کی روزمرہ زندگی اور کہانیوں کا احاطہ کرتی ہے۔ جن میں ادھوری شناخت اور شہریت سے متعلق پیش آنے والے مسائل شامل ہیں۔ کراچی کے نقشے پر موجود نشان، وہ علاقے ہیں، جہاں کمیونٹی زیادہ تعداد میں رہتی ہے۔ اسے ری سائیکلڈ پلائی وڈ سے بنایا گیا ہے۔ لیزر انگریونگ مشین کے ذریعے لکڑی کے پانچ حصوں کو کاٹ دیا گیا ہے، جو کراچی میں رہنے والی پاکستان کی بنگالی کالونیوں کی نمائندگی کرتے ہیں، جن میں موسی کالونی، ضیا الحق کالونی، بلال کالونی، ابراہیم حیدری کالونی، اور مچھر کالونی شامل ہیں۔
ان جگہوں کو چننے کا مقصد یہاں تاریخی اور موجودہ دور میں پائے جانے والے آبادیوں کے رجحان کو واضح کرنا ہے۔ دکھائی جانے والی کالونیوں کو پیمانے پر تیار کیا گیا ہے، جیسا کہ مچھر کالونی جو سائز میں سب سے بڑی ہے، موسی کالونی کے مقابلے میں زیادہ جگہ گھیرے ہوئے ہے۔ میں نے دکھانے کی کوشش کی ہے کہ کتنے پاکستانی بنگالی کراچی کی کوسٹ لائن کے قریب آباد ہیں، کیونکہ کمیونٹی میں زیادہ تر لوگ ماہی گیری سے ہی منسلک ہیں۔
نقشے پر موجود ان پانچوں علاقوں پر لگے جال واضح کرتے ہیں کہ کتنے زیادہ پاکستانی بنگالی شہریت کے مسائل میں جکڑے ہوئے ہیں۔

آبادی کے جال

ایکسل لکاس

Recycled Plywood, 6ft x 8ft, 2022

آرٹسٹ کا تعارف:

ایکسل لکاس کراچی سے تعلق رکھنے والے ایک بصری آرٹسٹ ہیں، بنیادی طور پر ان کا کام شناخت اور نظام تعلیم میں موجود نام نہاد ضابطوں پر ہے، خاص طور پر استعماری اور ما بعد از استعماری اتھارٹی پر۔ ان کا کام تنصیب اور بڑے پیمانے والی وال ڈرائینگز پر مشتمل ہے۔ مختلف ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے، وہ پابندی، دوہرانے کنڈیشنگ، اور حکمرانیت پر تنقید کے مناظر تخلیق کرنے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ حال ہی میں ایکسل نے کراچی آرٹ فیسٹ 2023 میں ابھرتے ہوئے فنکار کا ایوارڈ حاصل کیا ہے۔

پرائے

عدن شیخ

Digital Animation, 3mins, 2022

آرٹسٹ کا تعارف:

عدن شیخ کراچی میں مقیم ایک السٹریٹر اور بصری آرٹسٹ ہیں جو ڈیجیٹل اور روائتی آرٹ، دونوں ذرائع میں مہارت رکھتی ہیں۔ بنیادی طور پر ان کا کام پاکستان میں جنس، طبقے اور شناخت کی بنیاد پر رائج تعصب پر ہے۔ بطور ایک جنوبی ایشیائی خاتون، عدن خواتین کے لیے محفوظ عوامی مقامات کی کمی، اس کی وجوہات اور ایک پدرشاہانہ معااشرے میں خواتین کے کردار پر تبصرہ کرتی ہیں۔ ابھی وہ گھر اور نقل مکانی جیسے موضوعات کے گرد کام کر رہی ہیں۔ وہ 2022 میں انڈس ویلی سکول آف آرٹس اینڈ آرکیٹیکچر سے گریجوایٹ ہوئی ہیں۔

آرٹسٹ کا نوٹ:

پرائے ایک اینیمیٹڈ سماجی تبصرہ ہے۔ جو کسی کی شناخت چھن جانے کے اثرات کو واضح کرتا ہے۔
یہ اینیمیشن مچھر کالونی اور کراچی کے دیگر علاقوں میں رہنے والی پاکستانی بنگالی کمیونٹی کو پیش آنے والے شہریت اور ادھوری شناخت جیسے مسائل کو واضح کرتی ہے۔ اس میں ان کو روزمرہ زندگی میں تعلیم اور روزگار تک رسائی کی جدوجہد اور اس میں پیش آنے والے مسائل کو دکھایا گیا ہے۔ یہ فلم غیر ملکی سمجھے جانے کے اثرات کا بھی جائزہ لیتی ہے جو کہ اس کمیونٹی کو اکثر سمجھا جاتا ہے۔ پوری فلم میں کردار اپنے ارد گرد کو ویران چھوڑ کر غائب ہو جاتے ہیں۔ اور اس طرح کئی نسلوں کو متاثر کرنے والی شہریت کے مسائل کو اجاگر کرتے ہیں۔

فلم کے پلاٹ کا مرکز تین سنجیدہ نظر آنے والے آدمی ہیں، جو لڈو جیسا کوئی کھیل رہے ہیں۔ جو اتھارٹیز کی جانب سے عام لوگوں پر اثر و رسوخ کے استعمال کی عکاسی ہے۔ ان کی ہر چال سے افراد کی شناخت مسخ ہو رہی ہوتی ہے۔ جو شہریت کے مسائل کی وجہ سے شناخت کے کھونے کا اظہار ہے۔ فلم میں دہرائے جانے والے کچھ مناظر دراصل مختلف کرداروں کے تجربات کے درمیان ایک پریشان کن اور پیچیدہ تعلق کو بیان کرتے ہیں۔ فلم میں مچھلی ایک پراثر مگر حساس علامت ہے، جو کمیونٹی کے طرز زندگی سے جڑی ہوئی ہے۔

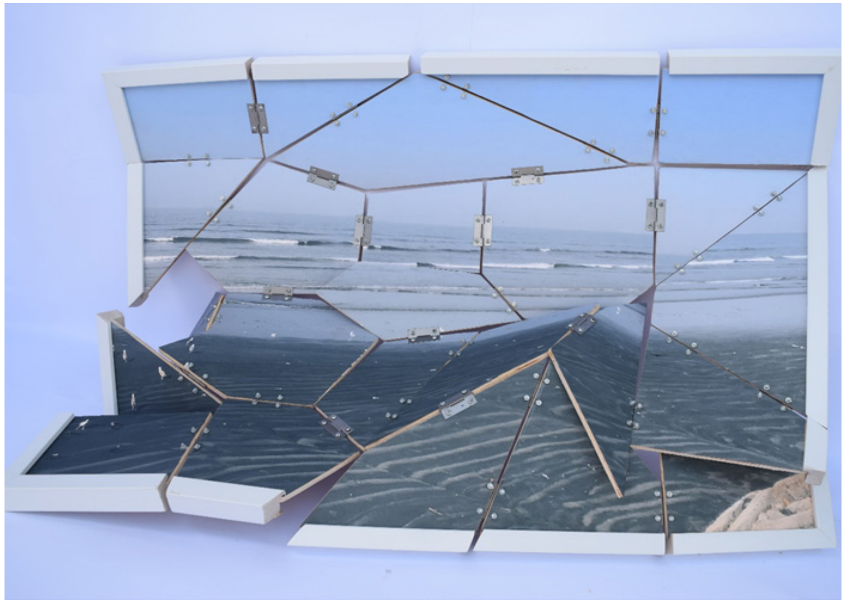

پہلا کام: سمندری منظر

Mixed Media, 22”x 29”, 2022

:مجموعہ

سیدہ یمنا فاطمہ

:آرٹسٹ کا نوٹ

سیدہ یمنا فاطمہ کا یہ کام کراچی کی مچھر کالونی میں رہنے والی پاکستانی بنگالی کمیونٹی کی زندگی کے تجربات پر ایک سماجی تبصرہ ہے۔ مجموعے میں موجود یہ تین کام لکڑی، قبضوں اور تصاویر سے بنائے گئے ہیں۔
مچھر کالونی 4.5 مربع کلومیٹر کے رقبے پر مشتمل ہے جس کی آبادی کی کثافت باقی کراچی سے چار سے سات گناہ زیادہ ہے۔ اس کی کل آبادی آٹھ سے تیرہ لاکھ کے درمیان ہے۔

مچھر کالونی کے رہائشیوں کا سب سے اہم ذریعہ معاش سمندر ہے۔ مچھلی ان کی اہم غذا اور روزگار کا مرکز ہے۔ مچھیروں کے لیے لکڑی کی بڑی بڑی کشتیوں پر سمندر کا سفر بہت لمبا اور مشکل ہوتا ہے۔ اکثر کشتی کا عملہ فطرت اور سمندر کے رحم و کرم پر ہوتا ہے۔ مچھیروں کی جانب سے اپنے خاندانوں کو سنائی جانے والے قصے، موسیقی اور کہانیوں میں سمندری تصوف نمایاں ہوتا ہے۔ اپنے کام میں، میں نے مچھر کالونی کے رہائشیوں کی زندگیوں میں موجود سمندر کی کئی جہتوں کو سمیٹنے کی کوشش کی ہے۔

یہاں کی تاریک منظرکشی پاکستانی بنگالی کمیونٹی کے انفراسٹرکچر، بنیادی وسائل اور خاص طور پر شہریت سے متعلق مسائل کی عکاس ہے۔ یہ مسائل پورے خاندانوں اور نسلوں کو متاثر کرتے ہیں۔ اس کام میں آپ ایک درخت کو شاخیں نکالے ہوئے دیکھیں گے جو خاندان کے نظریے، نسب اور تعلق کی علامت ہے۔

دوسرا کام: ٹوٹے ہوئے لیکن مجھے یقین ہے صرف خوابوں میں
Mixed Media, 32”x24”, 2022

مچھر کالونی کے گنجان آباد علاقے کے ارد گرد مینگروز ہیں جو انھیں بحیرہ عرب کے سیلاب سے بچاتے ہیں۔ غربت نے یہاں پر کچھ لوگوں کو گھر بنانے پر مجبور کیا ہے، جس کے نتیجے میں جنگلات کی کٹائی اور باہر کی طرف 'جنگل' میں توسیع ہوئی ہے۔ یہ کام انسان اور فطرت کے درمیان مضبوط مگر حساس تعلق کی یادہانی بھی کرواتا ہے۔ خاص طور پر ماحولیاتی تبدیلی کے پانی کی سطح میں اضافے، آبی ماحول اور پانی میں مچھلیوں کی تعداد پر اثرات کے حوالے سے۔

تیسرا کام: مجھے بچا لو ورنہ ہم دونوں ختم ہو جائیں گے
Mixed Media, 18”x 24”, 2022

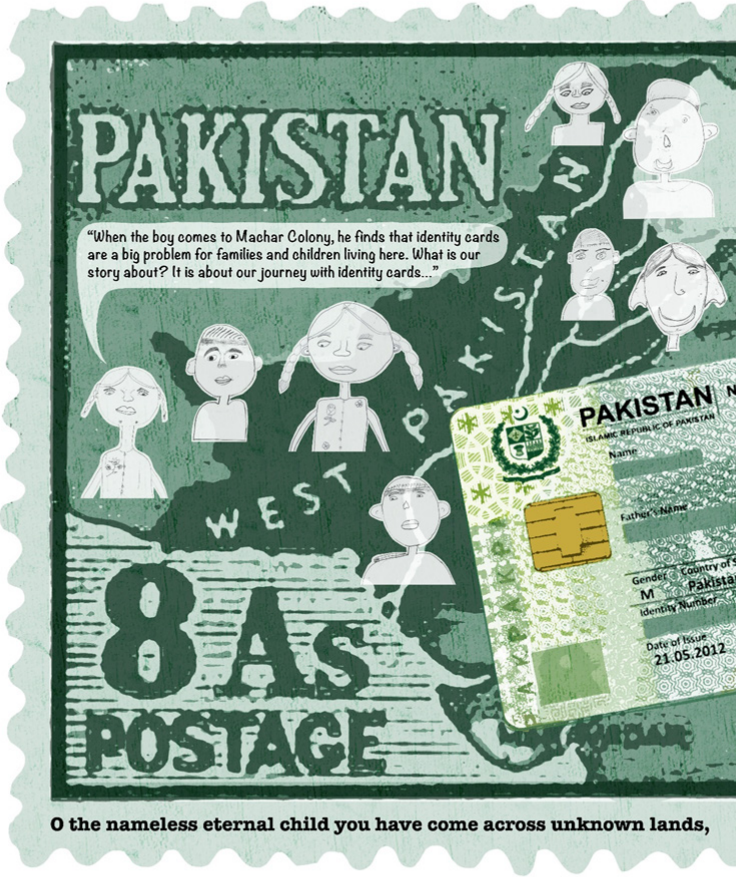

پہلے اپنے دل میں سوچو... ادھوری:- شناخت پر ایک کامک بک
کریمینا دیمیتروا
ہمیرا اقبال
Online and Print publication, 2023

میں پرانی کہانیوں سے نئی کہانیاں تشکیل دیتی ہوں۔
ایسے طریقوں سے جو نئے ہوں، لوگ اس سے جڑ سکیں اور بعض اوقات معاشرتی حد سے نکل کر
اکثر کہا جاتا ہے کہ میں الفاظ کے ساتھ تصاویر کی شادیاں کر دیتی ہوں
ان کہانیوں اور تاریخ کو رقم کرتی ہوں اور ان پر روشنی ڈالتی ہوں
جو دوسری صورت میں چھپی رہتیں، غائب ہو جاتیں یا بھلا دی جاتیں

کریمینا دیمیتروا لندن میں رہنے والی ایک السٹریٹر۔ تاریخدان ہیں۔ وہ بصری کلچر کی لیکچرار اور کامکس کے ذریعے تاریخ کو ڈی کالونائز کرنے میں پی ایچ ڈی محقق ہیں، جو یونیورسٹی آف پورٹس ماوتھ برطانیہ میں ہوتی ہیں۔ وہ ثقافت، ورثہ، اور تعلیم کے شعبوں میں سماج اور جگہوں کے ساتھ جڑی ہوئی ہیں اور مخصوص تخلیقی مداخلتوں اور بصری کہانی سنانے میں مہارت رکھتی ہے۔ کریمینا اکثر آرکائیوز اور مختلف مجموعوں کے ساتھ کام کرتی ہیں اور چھپی ہوئی اور پسماندہ داستانوں کو زندہ کرنے کے لیے مختلف فنکارانہ ذرائع، جیسے کردار کی تعمیر، مزاح، نظموں، الفاظ اور تصاویر کا استعمال کرتی ہے۔

محقق کا تعارف:

ہمیرا اقبال یونیورسٹی کالج لندن کے تھامس کورام ریسرچ یونٹ میں سماجی اور ثقافتی نفسیات کی ایسوسی ایٹ پروفیسر ہیں۔ مہاجرین، اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے خاندانوں اور نوجوانوں کی شناخت، مسائل اور تاریخی و روزمرہ تجربات ان کی تحقیق کا موضوع ہیں۔ ان میں شہریت کے تجربات، شہریت کے مسائل، سماجی نمائندگی اور سماجی ایکٹیوزم شامل ہیں۔
ان کی تحقیق کا ایک اور پہلو ثقافت، فطرت اور آرٹ کا انسانی فلاح اور تعلقات پر اثر کو جانچنا ہے۔ ہمیرا اپنی تحقیق میں آرٹ اور فلم سمیت کئی طریقے استعمال کرتی ہیں۔ وہ لمز کی ڈاکٹر انوشے ملک کے ساتھ اے ایچ آر سی کی جانب سے فنڈ کی جانے والی تحقیق، شناخت کی تقسیم کی سربراہ ہیں، جس میں 1971 سے اب تک پاکستان میں بنگالیوں کے تعلق کو دیکھا جا رہا ہے۔

آرٹسٹ کا بیان:

یہ کام شہریت کے مسائل پر 15 دوہرے صفحات پر مشتمل اس سال آنے والی ایک کامک بک کی ایک جھلک ہے۔ اس میں سماجی ماہر نفسیات ہمیرا اقبال اور السٹریٹر اور تاریخدان کریمینا دیمیتroووا کا اشتراک شامل ہے۔ مئی 2022 میں ہمیرا نے مچھر کالونی کے کھیل سکول میں نوجوانوں کے ساتھ ایک آرٹ پر مبنی تھیراپی کی ورکشاپ کی، جس میں ہر نوجوان نے مرکزی موضوع کے گرد ایک اپنی کہانی بنائی، جس کا موضوع ” مچھر کالونی میں میری زندگی“ ہے۔
گروپ کے ارکان کی جانب سے ان تمام انفرادی خیالات میں سے ایک اجتماعی خیال تشکیل دیا گیا۔ کریمینا نے ان کہانیوں کو استعمال کرتے ہوئے ایک سکرپٹ لکھا، اور پھر ان نوجوانوں کی اصل ڈرائینگز اور محفوظ شدہ دستاویزات کو استعمال کرتے ہوئے اسے گرافکس میں ڈھالا۔ تاکہ ان نوجوانوں کے خیالات دیکھے اور سنے جا سکیں۔ ذات اور سیاست کو تخیلاتی طریقوں سے عبور کرتے ہوئے، احتیاط سے بنائی گئی متاثر کن کامک بک اور تعلیمی وسائل، انگریزی اور اردو دونوں زبانوں میں دستیاب ہیں۔

ثقافت اور لوک داستانیں

بنگلہ ایک فصیح زبان ہے، جو صدیوں سے شاعری اور موسیقی کا ذریعہ رہی ہے۔ مختلف علاقوں اور اوقات میں ہجرت کے حساب سے، پاکستان میں بنگلہ کے کئی لہجے بولے جاتے ہیں۔ لوک داستانیں اور قصہ گوئی بھی پاکستانی بنگالی ثقافت کا ایک اہم جز ہے، جس میں یہ کہانیاں نئی نسلوں کو منتقل ہوتی رہتی ہیں۔ اس منصوبے میں شامل ہر فنکار اس زبردست ثقافت سے متاثر ہو کر اس کو اپنے کام میں دکھانے کی کوشش کی ہے۔

آرٹسٹ کا تعارف:

عبدااللہ خان ایک پاکستانی فلم میکر ہیں جن کا کام زیادہ تر غیر روائتی موضوعات پر ہے۔ جو دیکھنے والوں پر گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں۔ عبدااللہ کا مقصد ان موضوعات کو پرکھنا ہے جو بظاہر تو بہت سادہ نظر آتے ہیں مگر اپنے اندر ایک پیچیدہ سچائی رکھتے ہیں۔ عبدااللہ نے بچپن، خاموش کروائی جانے والی آوازوں اور توجہ سے محروم رہ جانے والے صدموں کو قدرتی طریقے سے بیان کرنے سے فلم کے شعبے میں قدم رکھا۔ وہ انڈس ویلی سکول آف آرٹ اینڈ آرکیٹیکچر کراچی سے 2022 میں گریجوایٹ ہوئے ہیں۔

آرٹسٹ کا نوٹ:

یہ سلسلہ بحیرہ عرب اور اس کے ناہموار پانیوں پر چلنے والے دیو ہیکل جہازوں سے متاثر ہے۔ ان کو بنانے والے ہاتھ زخموں اور چھالوں سے بھر جاتے ہیں۔ اس کام میں دکھائے جانے والے جہاز بڑے احتیاط سے ہاتھوں سے ماپے جاتے ہیں، جو اس بات کو واضح کرتا ہے کہ جب ہم انسان اپنے اختلافات کو ایک طرف رکھ کر، متحد ہو کر کام کرتے ہیں تو ہم کیا کچھ کر سکتے ہیں۔

کشتی بنانے پر ایک تصویری سلسلہ:
عبدااللہ خان
Film, 2022

آرٹسٹ کا تعارف:

عبدااللہ خان ایک پاکستانی فلم میکر ہیں جن کا کام زیادہ تر غیر روائتی موضوعات پر ہے۔ جو دیکھنے والوں پر گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں۔ عبدااللہ کا مقصد ان موضوعات کو پرکھنا ہے جو بظاہر تو بہت سادہ نظر آتے ہیں مگر اپنے اندر ایک پیچیدہ سچائی رکھتے ہیں۔ عبدااللہ نے بچوں، خاموش کروائی جانے والی آوازوں اور توجہ سے محروم رہ جانے والے صدموں کو قدرتی طریقے سے بیان کرنے سے فلم کے شعبے میں قدم رکھا۔ وہ انڈس ویلی سکول آف آرٹ اینڈ آرکیٹیکچر کراچی سے 2022 میں گریجوایٹ ہوئے ہیں۔

نبیہ ریحان ایک فلم میکر ہیں، جن کو انسانی سوچ اور جذبات کی پیچیدگی کو کھنگالنے سے دلچسی ہے۔ ان کا کام قدرتی سٹائل میں ہی ہوتا ہے اور وہ موضوعات کو مختلف اور نئے زاویوں سے دیکھنے کی کوشش کرتی ہیں۔ وہ انڈس ویلی سکول آف آرٹ اینڈ آرکیٹیکچر سے 2022 میں گریجوایٹ ہوئی ہیں۔

عمائیی بشیلی رے: ایک میوزک ویڈیو، جسے پاکستانی
بنگالی موسیقار عبدالحلیم نے گایا
عبداللہ خان، نبیہ ریحان
Film, 5mins, 2022

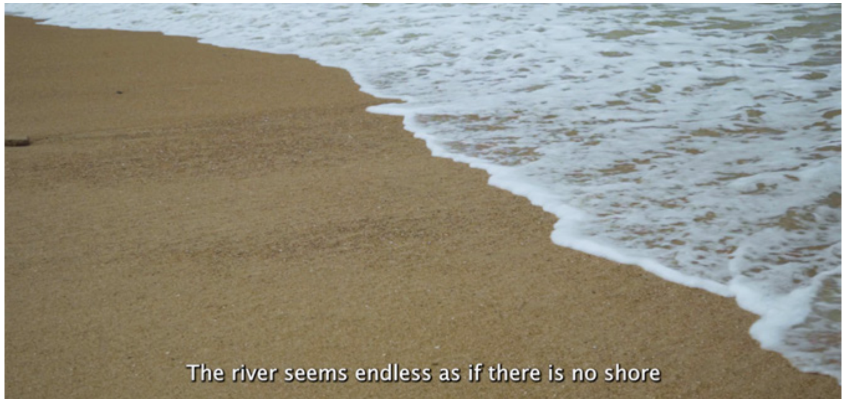

جل پری
عبدالرحمن
enamel on slate, 8”x6”, 2022

آرٹسٹ کا تعارف:

کراچی کی مچھر کالونی سے تعلق رکھنے والے عبدالرحمن ایک آرٹسٹ ہیں، جنھوں نے یہ کام خود ہی سیکھا ہے۔ وہ امکان ویلفئیر آرگنائزیشن کے لرننگ اینڈ ری کریایشنل سنٹر کھیل کے سکول گئے ہیں۔

آرٹسٹ کا نوٹ:

یہ کام انسانوں اور سمندر کے درمیان تعلق سے متاثر ہے۔ ماہی گیری اور سمندر کے بارے میں سوچ کے ساتھ، ایک انسان کا جسم بناتے ہوئے، میں ان دونوں کو اکٹھا کر کے جل پری بنانے تک پہنچا۔

:آرٹسٹ کا تعارف

اریبہ اسلم ایک السٹریٹر اور ڈیزائینر ہیں جو انڈس ویلی سکول آف آرٹ اینڈ آرکیٹیکچر کراچی سے 2022 میں گریجوایٹ ہوئی ہیں۔ بسری کہانی سنانا، خاص طور پر بچوں کے ادب پر، ان کی دلچسپی کا موضوع ہے۔

:آرٹسٹ کا نوٹ

کہانی سنانا ثقافت، تاریخ اور اقدار کو آگے پہنچاتا ہے جو لوگوں کی جڑت کی بنیاد ہوتی ہیں۔ اس تناظر میں میری کوشش تھی کہ ان کہانیوں کو اکٹھا کروں جو مجھے پاکستانی بنگالی کمیونٹی کے بچوں نے سنائیں اور تصور کیں۔ مچھر کالونی کے سکول کھیل کے بچوں سے بات کرتے ہوئے میں نے جل پری، جل پرے، جن اور بھوتوں کے بارے میں سنا۔ ان کہانیوں سے مجھے ان کے علاقے اور ثقافت سے متعلق بہت ضروری معلومات حاصل ہوئی۔ میرے کام کا مقصد ان نوجوان ذہنوں کی تخلیقات کو بیان کرنا ہے۔

بیلوں میں چھپے بھوت: کہانیوں کا ایک مجموعہ
اریبہ اسلم
Online and Print publication, 2022

کاغذی کشتیاں
কাগজের নৌকা

شناخت کی تقسیم: یونیورسٹی کالج لندن اور لاہور یونیورسٹی آف مینجمنٹ سائینسز کا مشترکہ کام ہے۔

اس تحقیق کی سربراہی ڈاکٹر ہمیرا اقبال (ایسوسی ایٹ پروفیسر سماجی نفسیات، یو سی ایل)، ڈاکٹر انوشے ملک (اسسٹنٹ پروفیسر تاریخ، لمز) اور ڈاکٹر ماریہ راشد (ماہر سیاسیات، یو سی ایل) نے کی ہے۔

منصوبے میں حصہ دار:

امکان ویلفئیر آرگنائزیشن
سیٹیزنز آرکائیوز آف پاکستان
انڈس ویلی سکول آف آرٹ اینڈ آرکیٹیکچر
ہم طاہرہ حسن، نصیر الدین، حنا زاہد اور سعدی برگز کے بھی بے حد مشکور ہیں۔

نمائش کو یو کے آر آئی اور ہیومینٹیز ریسرچ کونسل کا بھرپور تعاون حاصل رہا۔